رسائل و مسائل

تفہیم القرآن پر ایک اعتراض کا جواب

سوال: پچھلے دنوں ایک کتاب "مولانا مودودی علماءِ اہلِ حدیث کی نظر میں" دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اندازِ تحریر نہایت غیر سنجیدہ ہے، مگر اس میں ایک حوالہ قابلِ تحقیق ہے جس کے لیے تکلیف دے رہا ہوں۔

تفہیم القرآن جلد چہارم سورۂ احزاب حاشیہ نمبر ۶۶ میں مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں ...... اسی طرح کا اظہارِ ناراضامندی اُن کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ رضی اللہ عنہ نے بھی کیا تھا ......

اس پر کتاب مذکور میں اعتراض کیا گیا ہے کہ "حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر حضرت عبداللہ بن جحشؓ موجود ہی نہ تھے۔ وہ تو جنگِ احد میں وفات پا چکے تھے۔ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن ہوئے تھے"۔ پھر اس کے بعد موصوف نے مولاناؒ کی علمی کم مائیگی کا ذکر زور شور سے کیا ہے اور طنز و تعریض سے کام لیا ہے ابن ہشام ج ۲ ص ۹۸ کا حوالہ دیا ہے۔ براہ کرم اس اشتباہ کو رفع کریں۔

جواب: تفہیم القرآن سورۂ احزاب کے حاشیہ نمبر ۶۶ میں جو بات درج ہے وہ دوسرے مفسرین نے بھی لکھی ہے۔ اور جن صاحب نے اسے ہدفِ اعتراض بنایا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سوچے سمجھے اور پوری تحقیق کیے بغیر نکتہ چینی

کا شوق پورا کیا ہے۔ تفہیم القرآن کی عبارت کا ضروری حصہ درج ذیل ہے:

"یہ آیت (الاحزاب ۳۶) اُس وقت نازل ہوئی تھی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کے لیے حضرت زینبؓ کے سامنے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ اور حضرت زینبؓ اور ان کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا تھا...... اسی طرح کا اظہارِ نارضامندی ان کے بھائی عبداللہ بن جحش نے بھی کیا تھا...... اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اُسے سنتے ہی حضرت زینبؓ اور اُن کے سب خاندان والوں نے بلا تامل سرِ اطاعت خم کر دیا"......

معترض کا اعتراض یہ ہے کہ "حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر حضرت عبداللہ بن جحش موجود ہی نہ تھے، وہ تو جنگ اُحد میں شہادت پا چکے تھے۔

صاحبِ تفہیم کی تحریر کا مدعا فقط یہ ہے کہ حضرت زینبؓ کے حضرت زیدؓ سے نکاح پر اہلِ خاندان رضامند نہ تھے۔ جن میں حضرت عبداللہ بھی شامل تھے۔ لیکن نزول آیت کے بعد حضرت زینبؓ کے بھائی حضرت عبداللہ اور دیگر افرادِ خاندان نے اس نکاح کی تجویز کو بسر وچشم قبول کر لیا۔ یہی تجویز کے عملدرآمد ہونے اور انعقادِ نکاح میں ظاہر ہے کچھ مدت درکار ہو گی۔ اور یہ امر ہرگز بعید نہیں بلکہ عین ممکن ہے کہ نکاح کے وقت حضرت عبداللہ زندہ موجود نہ ہوں اور شامل تقریب نہ ہوں۔ تفہیم القرآن میں یہ بات بیان نہیں ہوئی کہ بوقت نکاح حضرت عبداللہ بھی حینِ حیات تھے۔ یہ امر اپنی جگہ صحیح ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ غزوہ اُحد شوال ۳ھ میں پیش آیا ہے۔ حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت زیدؓ سے ۴ھ میں ہوا ہے۔ نکاح کے معاملات ہمیشہ چند روز یا چند ماہ میں طے اور انجام پذیر نہیں ہو جاتے۔ بعض اوقات اس میں خاصا عرصہ گزر جاتا ہے۔ اس بات کا پورا امکان ہے کہ الاحزاب آیت نمبر ۳۶ کا نزول ۳ھ میں غزوہ احد سے پہلے ہوا ہو جب کہ حضرت عبداللہؓ موجود تھے اور وہ بھی ان افراد خاندان میں شامل ہوں جو پہلے تو اس نکاح پر رضامند

نہ تھے، مگر بعد میں سر بسر اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے پر راضی ہو گئے ہوں۔ نزول آیت کے بعد نکاح فوری طور پر منعقد نہ ہو سکا ہو اور جب ہوا تو حضرت عبداللہؓ شہادت سے سرفراز ہو چکے ہوں۔

علامہ آلوسی اپنی تفسیر کے اس مقام پر لکھتے ہیں کہ حضرت زیدؓ سے نکاح کا مشورہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تو حضرت زینبؓ نے حضرت زیدؓ کے بارے میں کہا: انا خیر منہ حسباً ووافقھا اخوھا عبداللہ علی ذلک فلما نزلت ...... رضیا وسلما فانکحھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیداً (میں خاندانی لحاظ سے زید سے بہتر ہوں اور حضرت زینبؓ کے بھائی عبداللہ نے بھی بہن کی رائے سے اتفاق کیا۔ لیکن جب آیت قرآنی نازل ہو گئی تو دونوں اس نکاح پر رضا مند ہو گئے اور سر تسلیم خم کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت زیدؓ سے پڑھا دیا۔

امام ابن العربی اپنی کتاب "احکام القرآن" میں سورۂ احزاب کی آیت مذکورہ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کو حضرت زیدؓ سے نکاح کا پیغام دیا۔ فامتنعت وامتنع اخوھا عبداللہ لنسبھا فی قریش (حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ نے قبیلۂ قریش سے نسبی تعلق کی بنا پر اس تجویز سے اتفاق نہ کیا۔ کیونکہ حضرت زید پہلے غلام تھے)۔ مگر جب یہ آیت نازل ہوئی۔ فقال لہ اخوھا: مُرنی بما شئت فتزوجھا من زید (نزول آیت کے بعد جب حضرت زینبؓ کے بھائی نے آنحضورؐ سے عرض کیا کہ آپ جیسا چاہیں، مجھے حکم فرمائیں۔ پس آپؐ نے ان کا نکاح حضرت زیدؓ سے کر دیا)۔

مولانا سید احمد حسن صاحب محدث اپنی تصنیف "احسن التفاسیر" جلد پنجم میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

زینب کی ماں کا نام امیمہؓ بنت عبدالمطلب اور زینبؓ کے بھائی کا نام عبداللہ بن جحش ہے۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے درخواست

کی کہ زینبؓ کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیا جاوے تو ان لوگوں نے اس کے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ ام حبیبہ یا عبداللہ بن جحش یا کسی ایماندار مرد اور عورت کو جائز نہیں کہ اللہ کی مرضی سے موافق اللہ کے رسولؐ کسی کام کا کرنا ٹھہرا دیں تو یہ لوگ اس کام میں خلل ڈالیں۔ کیوں کہ یہ خلل گناہ ہے"۔

نکاح کی تجویز سے حضرت عبداللہؓ کا اختلاف، وہ پھر رضامندی کا اظہار کرنا اور بوقت نکاح حضرت عبداللہؓ کا موجود ہوتا، نہ ہونا یہ دو الگ الگ واقعات ہیں جو مختلف اوقات میں پیش آسکتے ہیں۔ ان کو باہم خلط ملط کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ یہ امر ہرگز خارج از امکان نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ہدایت کے بعد حضرت زینبؓ کی اور ان کے عزیزوں کی عدم آمادگی پوری رضامندی میں بدل گئی اور اس تسلیم و رضا میں بھائی بھی شریک تھے، مگر عقدِ نکاح میں غالباً غزوہ احد اور اس میں حضرت عبداللہ جحشؓ کی شہادت کے باعث تاخیر ہوگئی ہو۔ گو بالآخر خدا و رسول کے فیصلے کی تعمیل کر دی گئی۔

اس طرح کے غیر اہم جزوی اختلافات اور تاریخی اشکالات پر متین علمی انداز میں بحث کرنے کے بجائے ہر بات کو علمی کم مائیگی قرار دینے کی کوشش کرنا بجائے خود علمی کم مائیگی اور قلتِ فہم کا ثبوت فراہم کرنا ہے۔ اقوالِ سلف میں بے شمار ایسے بیانات ہیں جن میں علمی یا تاریخی تعارض سے سابقہ پیش آتا ہے، لیکن علما درجہ محتاط انداز میں ایسے اختلافات پر اظہارِ رائے کرتے ہیں۔ میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل میں ایک حدیث حضرت ابوسفیانؓ کی فضیلت میں ہے جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے، جس میں وہ روایت کرتے ہیں کہ مسلمان حضرت ابوسفیانؓ کو خاطر میں نہ لاتے تھے تو انھوں نے آنحضورؐ سے عرض کیا کہ میری تین درخواستیں قبول فرمائیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ میری صاحبزادی اُمّ حبیبہؓ نہایت حسین و جمیل ہیں اُسے آپ کی تزویج میں دیتا ہوں...... اب ظاہر ہے اور اس پر اتفاق

ہے کہ حضرت ابو سفیانؓ فتح مکہ کے موقع پر ۸ھ میں اسلام لائے اور حضرت اُمِ حبیبہؓ اس سے بہت پہلے اسلام لا کر حبشہ میں ہجرت کر گئی تھیں تو حضرت عثمانؓ اور خالد بن سعید کو (جو مسلمان ہو چکے تھے)۔ آنحضورؐ نے وکیل بنا کر حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح فرمایا۔ حضرت اُم حبیبہؓ نے تو اپنے والد ابو سفیان کو آنحضورؐ کی فرشی چادر پر بیٹھنے نہیں دیا تھا۔ جب وہ تجدیدِ صلح کی کوشش میں آئے تھے۔ اس حدیث کے اشکالات کو علماء نے محسوس فرمایا اور تسلیم کیا کہ اس روایت میں سند یا متن کے لحاظ سے سہو، وہم یا غرابت موجود ہے۔ لیکن امام مُسلم کے صاحبِ علم و فضل اور حافظ الحدیث ہونے کا انکار وہی کر سکتا ہے جو خود علم و عقل سے عاری و تہی دامن ہو۔ حدیث کے بعد جہاں تک سیرت و مغازی کا تعلق ہے، اس کا دائرہ بہت وسیع و عریض ہے۔ اقوال کا اختلاف ایک حد تک ناگزیر ہے۔ مثلاً اُسد الغابہ میں حضرت زینب بنتِ جحشؓ کے بارے میں ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ تزوجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث من الھجرۃ (ان سے آنحضورؐ نے ۳ھ میں نکاح کیا)۔

مولانا اشرف علی تھانوی "بیان القرآن" میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کا نکاح حضرت زینبؓ سے کرنا چاہا، چونکہ حضرت زیدؓ غلام مشہور ہو چکے تھے، حضرت زینبؓ نے اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے اس نکاح کی منظوری سے عذر کیا۔ اس پر آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ ...... اتری۔

شاہ عبد القادرؒ دہلوی کے ترجمہ پر جو حواشی مولانا محمود الحسنؒ اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ نے درج فرمائے ہیں، وہاں بھی یہ واقعہ اس طرح تحریر ہے:

"حضرت زینبؓ کی خاندانی حیثیت چونکہ بلند تھی اور زیدؓ بن حارثہ بظاہر داغِ غلامی اُٹھا کر آزاد ہوئے تھے، اس لیے اُن کی نیز اُن کے بھائی کی مرضی نہ زیدؓ سے نکاح کی نہ تھی لیکن اللہ و رسول کو منظور تھا کہ

اس طرح کی موہوم تفریقات و امتیازات نکاح کے رستے میں حائل نہ ہوں، اس لیے آپؐ نے زینبؓ اور ان کے بھائی پر زور دیا کہ وہ اس نکاح کو قبول کر لیں۔ اُسی وقت یہ آیت اُتری اور اُن لوگوں نے اپنی مرضی کو اللہ و رسول کی مرضی پر قربان کر دیا۔"

(غلام علی)

(بقیہ انڈونیشیا صفحہ ۲۰)

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر جے بی سُمرلین (کیتھولک) وزیر خزانہ
۴۔ ڈاکٹر راویوس پراویرو (پروٹسٹنٹ) وزیر رابطہ برائے مالیات معیشت صنعت و نگرانی ترقیات۔
۵۔ کوسماس باتوبارا (کیتھولک) وزیر برائے افرادی قوت۔
۶۔ ڈاکٹر جے جی سوئراجت جیونڈونو (کیتھولک) وزیر کوچک برائے تجارت۔
۷۔ پروفیسر ڈاکٹر ٹلجانا (پروٹسٹنٹ) وزیر کوچک و وائس چیئرمین نیشنل ڈولپمنٹ پلاننگ بورڈ۔
۸۔ ڈاکٹر ادریانس موئی (پروٹسٹنٹ)، گورنر، سنٹرل بینک۔